شذرات

مناقب جمیلہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان میں ایک آپ کی نسبت کا بے داغ ہونا ہے۔ مصعب زبیری نسّابہ (ماہر نسب) کا قول ہے کہ ابوبکرؓ کو "عتیق" کا خطاب اس لیے دیا گیا کہ ان کے نسب میں ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے ان پر کوئی عیب لگایا جائے، ایسا ہی استیعاب میں ہے اور وہ یہ کہ وہ اشراف قریش میں ہے اور ان کے درمیان وہ صاحب وجاہت تھے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ ابوبکرؓ قریش میں کے ان دس آدمیوں سے ایک تھے جن کا شرف جاہلیت (یعنی شرف جاہلیت، یعنی شرف زمانہ قبل از اسلام) شرف اسلام سے متصل ہوگیا۔ (یعنی جاہلیت سے اسلام تک ان کو برابر حاصل رہا۔ اور جاہلیت میں) خون بہا اور تاوان کا معاملہ ان ہی کی طرف رجوع ہوا کرتا تھا۔ اور استیعاب میں لکھا ہے کہ جاہلیت میں ذی اثر تھے اور رؤساء قریش میں کے ایک رئیس تھے۔ اور اشناق کا معاملہ دور جاہلیت میں ان ہی سے تھا۔ اور اشناق کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی قتل واقع ہوتا تھا اور قاتل کے قبیلہ اور مقتول کے قبیلے کے درمیان کوئی فتنہ اٹھتا تھا تو ابوبکرؓ صدیق خون بہا کے ذمہ دار ہوا کرتے تھے اور اس فتنہ کو دبا دیا کرتے تھے اور اگر کوئی دوسرا شخص کفالت کرتا تو لوگ اس کو کسی شمار میں نہیں سمجھتے تھے اور فتنہ فرو نہیں ہوتا تھا۔ محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ ابوبکرؓ ایسے شخص تھے جن کی ذات پر قوم جمع ہو جاتی تھی، قوم کے محبوب تھے، باوقار اور قریش کے نزدیک قریش کے عالی نسب اور قریش میں سب سے زیادہ نسب کے جاننے والے تھے اور نسب کی اچھائی سے خوب واقف تھے اور وہ ایک تاجر تھے۔ صاحب خُلق اور صاحب خبر تھے اور قوم کے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور ان سے الفت کرتے تھے، کسی ایک آدھ خوبی کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان کی جامعیت کی بنا پر یعنی ان کے (ہر قسم کے) علم کی وجہ سے اور تجارت

وجہ سے اور ان کے بہترین مجلسی اخلاق کی وجہ سے، آخر حدیث تک یہاں تک کہ انس رض نے قصہ ہجرت میں یہ کہا کہ ابوبکر رض ایک ایسے شخص تھے جو عام طور پر جانے پہچانے جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جوان تھے جن کو (عام طور سے) نہیں پہچانے جاتے تھے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں ایک یہ ہے کہ ان کی قوت عاقلہ و قوت عاملہ اسلام سے پہلے بھی جس قدر آسانی سے کہہ سکتی تھی اس زمانہ میں اپنے کام کرتی رہی ہے۔ اب جو کچھ انساب قریش کا علم لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ ماخوذ ہے۔ زبیر بن بکار سے اور انھوں نے یہ علم مصعب زبیری سے لیا انھوں نے ایک واسطہ سے جبیر بن مطعم سے اخذ کیا اور انھوں نے صدیق اکبر رض سے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کے قصہ میں اور قریش کی ہجو کا جواب دینے کے لیے ان کے تیار ہونے کے موقع پر حضرت صدیق رض کے حق میں اس علم (انساب میں پختگی) کا ذکر فرمایا (یعنی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان سے فرمایا کہ تم ان کی ہجو کیسے کروگے جب کہ میں بھی ان میں سے ہوں اور تم ہجو کروگے ابوسفیان کی جب کہ وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں تو حسان نے کہا کہ واللہ میں آپ کو ان میں سے اس طرح صاف نکال لیجاؤں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے تو آپ نے حسان رض سے فرمایا کہ تم ابوبکر رض کو مل لینا وہ قوم کے انساب کو تم سے زیادہ جانتے ہیں تو وہ ابوبکر رض کے پاس جانے لگے تاکہ وہ قوم کے انساب سے ان کو واقف کردیں، آخر حدیث تک اس کو ابوبکر رض نے استیعاب میں روایت کیا اور آپ شاعری میں بڑی قدرت رکھتے تھے۔ لیکن اسلام کے بعد اس کو ترک کردیا، استیعاب میں ایسا ہی لکھا ہے اور فصاحت کلام میں بلند مرتبہ تھے، ابوذویب شاعر ہذلی نے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں بیان کیا کہ انصار نے کلام کیا اور انھوں نے تقریر کو طول دیا اور بہت کچھ اپنی (بھلائیاں) ذکر کردیں اور ابوبکر نے تقریر کی تو سبحان اللہ کیا کہنا اس شخص کے حسن بیان کے کہ وہ کلام کو طول نہیں دے رہے تھے اور کلام کے فیصلہ کن مواقع پر رکنے کو خوب جانتے تھے۔ واللہ انھوں نے ایسے کلام کے ساتھ تکلم کیا کہ اس کو جو سننے والا تھا ان کی اطاعت پر تیار اور ان کی طرف راغب ہو جاتے۔ پھر ان کے بعد عمر رض نے کلام کیا جو ان کے کلام سے کمتر تھا اور ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور ان سے بیعت کی اور سب لوگوں نے ان سے بیعت کی۔ آپ نے جاہلیت کے دور میں ہی شراب کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا (استیعاب) اور اپنے بتوں کو کبھی سجدہ نہیں کیا اور زہری سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابوبکر رض کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انھیں اللہ کی ذات و صفات کے بارے میں کبھی کسی ساعت میں بھی شک نہیں ہوا یہ مذکور ہے۔ صواعق میں اور ابن الدغنہ نے اشراف قریش کے درمیان کہا

...ابوبکرؓ جیسا شخص نکلے گا اور نہیں نکالا جاسکے گا کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے اور رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور تھکے ماندوں کو سواری پر بٹھاتا ہے اور مہمانوں کی مہمانداری کرتا ہے اور حادثوں (یعنی معاملات) میں جو حق پر ہوتی ہے اس کو دور کرتا ہے، جیسا کہ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بیان کیا تھا تو کوئی قریش میں سے انکار کی جرات نہ کرسکا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قبل از اسلام ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریق محبت و فدائیت کیے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ سفر شام کی روانگی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بموجب تاکید راہب واپسی کے قصہ میں مذکور ہے اور ان کے ساتھ ابوبکرؓ نے بلالؓ کو بھیجا اور راہب نے بطور زاد راہ کلچے اور زیت دیا اسکو روایت کیا ترمذی نے اور حسن کہا اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ بعض دوست جو بات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے اس زمانہ میں حضرت صدیقؓ کی کم عمری کے پیش نظر اور اس بات سے کہ بلالؓ کو خریدنے کا واقعہ اسلام کے بعد ہی کا ہے تردد میں پڑ گئے فقیر کہتا ہے کہ گویا ان لوگوں نے کوئی قصہ بہت سے اذکیا کی کم سنی کے قصوں میں سے نہیں سنا جن سے عجیب حرکات کا صدور ہوا ہے (تو اگر کم عمری کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے ساتھ محبت و ہمدردی کا معاملہ کیا تو کیا استبعاد لازم آگیا) اور اس شبہ کا کیا موقعہ ہے کہ اس وقت حضرت بلالؓ حضرت صدیقؓ کے مملوک نہیں تھے ہوسکتا ہے کہ حضرت بلالؓ کو بطریق اجارے کے (یا ان کے آقا سے) مانگ کر یعنی بطور عاریت ساتھ کردیا ہو بلکہ یہ احتمال قریب ہے، کیونکہ حضرت بلالؓ بنی جمح کے مملوک تھے اور وہ حضرت صدیقؓ کے ہمسایہ تھے اور ان کے ساتھ ان کے اچھے معاملات اور ہمدردانہ تعلقات تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت سے پہلے زمانہ کے بہت سے ہمدردی کے واقعات مذکور ہوئے ہیں ان میں سے ایک صحیح ترین قصے کا تو ہم ذکر کرچکے ہیں۔ اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہا ہے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہؓ کے درمیان آمد ورفت کرتے رہے یہانتک کہ ان کا نکاح آپؐ سے کرا دیا۔ یہ قصہ صواعق محرقہ میں بحوالہ ابونعیم مذکور ہے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعثت کے شروع میں ہی مسلمان ہوگئے تھے اور اسلام میں آپ نے سب پر سبقت کی تھی اور علماء سیرت اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام ابوبکرؓ لائے یا علیؓ یا خدیجہؓ، اور ہر جانب سے دلائل لاتے ہیں۔ اور سب کا اتفاق اسی پر ہوگیا ہے کہ امر بالغین میں سے کسی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سبقت نہیں کی اور ان سے پہلے کسی نے اپنے دین کا اظہار قریش پر نہیں کیا۔